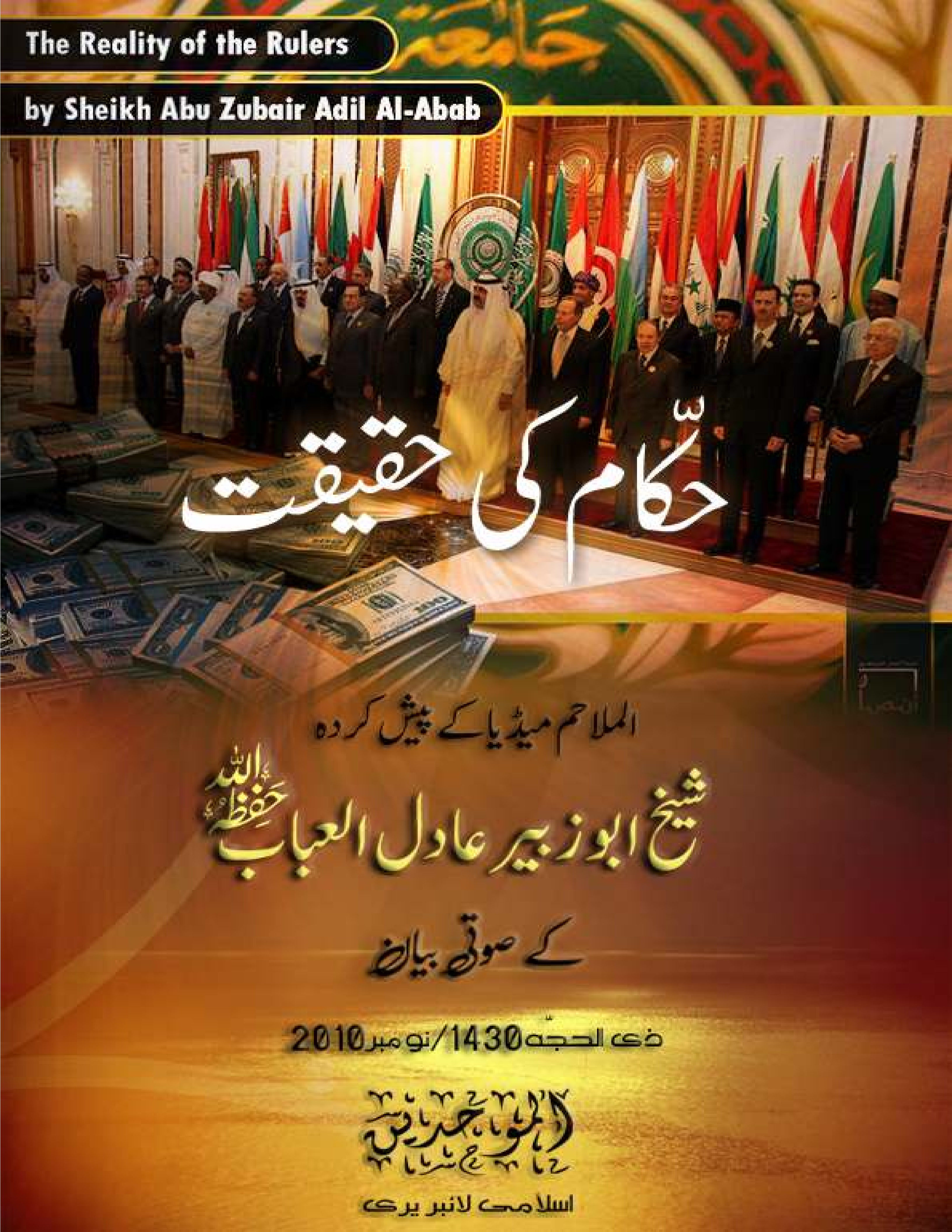


The Reality of the Rulers
by Sheikh Abu Zubair Adil Al-Abab
حکّام کی حقیقت
الملاحم میڈیا کے پیش کردہ
شیخ ابوزبیر عادل العباب حفظہ اللہ
کے صوتی بیان
ذی الحجہ 1430/نومبر 2010
اسلامی لائبریری

الموحدین ویب سائٹ ٹیم پیش کرتے ہیں

الملاحم میڈیا کے پیش کردہ شیخ ابو زبیر عادل العباب حفظہ اللہ

کے صوتی بیان

حقيقةُ الحُكّام (کا اردو ترجمہ)

حکّام کی حقیقت

ذی الحجّہ 1430/نومبر 2010



مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website: http://www.muwahhideen.tk

Email: info@muwahhideen.tk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگرچہ شیخ ابوزبیر عادل العباب حفظہ اللہ نے اپنے بیان "حقیقۃُ الحکّام" (حکّام کی حقیقت) میں بنیادی طور پر جزیرۃ العرب کے حکمرانوں کے کفر وارتداد کی بھیانک حقیقت کو معلومات اور حقائق کے سہارے سے آشکارا کیا ہے اور قرآن وسنت کے نصوص اور سلف الصالحین کے فہم کی روشنی میں مبنی شرعی دلائل کے حوالے سے ان حکمرانوں پر لاگو ہونے والے شرعی احکام کو انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، تاہم قارئین اس بات کو ملحوظِ خاطر رکھیں کہ عالمِ اسلام کے تقریباً باقی تمام ممالک کے حکمرانوں کی دینی صورتحال اور ان پر لاگو ہونے والے شرعی احکام جزیرۃ العرب کے حکمرانوں کے احوال سے کچھ مختلف نہیں کہ یہ سب کفار کے ہمنوا اور مسلمانوں کی جانوں، مالوں، عزتوں اور مقدسات کی پامالی میں کسی ایک یا دوسری صورت میں بہر حال ملتے جلتے انداز میں ملوث ہیں۔

لہٰذا تحریری مسودے کی صورت میں زیرِ نظر اردو ترجمے کو پڑھتے ہوئے بیان شدہ حقائق اور شرعی دلائل کو اپنے متعلقہ ممالک کے حکّام کی صورتحال پر منطبق کرنے کی ایک معمولی سی کوشش بھی قارئین کو اس بیان سے وسیع تر زاویوں اور جہتوں میں علمی اور عملی طور پر مستفید ہونے میں مدد دے گی۔

وماتوفیقنا الا باللہ۔

الموحدین ویب سائٹ ٹیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، جس نے قرآنِ حکیم میں ارشاد فرمایا:
﴿وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (الانعام 6:55)
''اور تا کہ مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے۔''

اور درود و سلام ہوں انبیاء و رسل کے سردار محمد بن عبد اللہ ﷺ پر جو صادق و امین ہیں، جنہوں نے اپنی سنّتِ مطہّرہ میں ارشاد فرمایا:

«لينقضن عرى الاسلام عروة عروة فكلما انقضت عروة تشبث الناس بالتي تليها واولهن نقضا الحكم وآخرهن الصلوٰة»

یقیناً اسلام کے کڑے ایک ایک کرکے ٹوٹ جائیں گے۔ جب کبھی بھی ایک کڑا ٹوٹے گا تو لوگ اس کے بعد والے کڑے سے چمٹنے لگیں گے۔ سب سے پہلا جو کڑا ٹوٹے گا، وہ امارت (اسلام کی حکومت و اقتدار) ہوگا اور سب سے آخری نماز (الصلوۃ) ہوگی۔ (اس حدیث کو امام احمد اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے۔)

امّا بعد:

اگر متقدمین اسلاف کی سیرت کو دیکھا جائے کہ ان کے ظالم بادشاہوں کے ساتھ کیا معاملات تھے تو معلوم ہوگا کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے بھی تھے جنہوں نے ظالم بادشاہوں کے خلاف تلوار اور قوّت کے ساتھ خروج کیا۔ ایسے ہی جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے مکہ میں خروج کیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اس کی وجہ صرف وہاں کیا جانے والا ظلم و ستم تھا اور اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی۔ اسی طرح حسین بن علی رضی اللہ عنہما جنہوں نے یزید بن معاویہ کے خلاف خروج کیا تو عبد اللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے عرض کیا کہ وہ منصوبہ بندی اور تدبیر سازی کے لئے یمن کی جانب چلے جائیں۔ اور ان میں بعض صحابہ ایسے بھی تھے جو خروج کو جائز نہیں سمجھتے تھے مثلاً جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ۔

ہمیں کتبِ تاریخ میں بہت سے فاضل علماء، اکابر فقہاء، قابلِ احترام محدثین اور ماہر مفسرین کے نام ملتے ہیں جنہوں نے ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف خروج کیا جیسے سعید بن جبیر، امام شعبی، ابن ابی لیلیٰ، ابو البختری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔ یہ سب قرآن کے قاری علماء عبد الرحمن بن الاشعث کی قیادت میں حجاج بن یوسف الثقفی کے خلاف نکلے ان کی تعداد تقریباً ایک لاکھ یا اس سے زیادہ تھی۔

امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ، جو حنفی فقہاء میں سے ایک ہیں، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 150ھ) کے بارے میں کہتے ہیں:

"وکان مذهبه رحمه الله مشهورا فی قتال الظلم وأئمة الجور وكذالك الامام مالك رحمه الله كان ممن يرى الخروج على أئمة الظلم والجور فقد روى الامام ابن جرير عنه أنه أفتى الناس بما عليه محمد بن عبدالله الحسن الذى خرج فى عام خمس وأربعين ومئة فقيل: ان فى أعناقنا بيعة لمنصور فقال: انما كنتم مكرهين وليس لمكره بيعة" (البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر)

"اور ان رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ظالم و جابر حکمرانوں سے قتال کے بارے میں مشہور و معروف تھا۔ اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان (علماء) میں سے تھے جو ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف خروج کو جائز سمجھتے تھے، چنانچہ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ ان (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو محمد بن عبد اللہ حسن کے نقشِ قدم پر چلنے کا فتویٰ دیا جنہوں نے 145ھ میں خروج کیا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ 'ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت (کا طوق) ہے' تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ 'تم مجبور تھے اور مجبور کی بیعت کا کوئی اعتبار نہیں۔"

یہ ابن کثیر کی کتاب 'البدایۃ والنہایۃ' سے نقل کیا گیا ہے۔ یہی منہج امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے شاگردوں کا بھی تھا۔ چنانچہ امام یحییٰ بن یحییٰ اللیثی، جو اندلس کے فقہاء میں سے تھے، اور قرعوس بن العباس رحمۃ اللہ علیہم نے 202ھ میں حکم بن الداخل کے خلاف خروج کیا، جیسا کہ ابن کثیر کی کتاب 'الکامل' اور قاضی عیاض کی کتاب 'ترتیب المدارک و تقریب المسالک' میں بیان ہے۔ اور امام الحرمین ابو المعالی الجوینی رحمۃ اللہ علیہ، جو شافعی فقہاء میں سے ہیں، نے بھی اسی طرح کہا ہے، جیسا کہ امام النووی نے شرح صحیح مسلم میں نقل کیا ہے:

"واذا جار والی الوقت وظهر ظلمه وغشمه ولم ينزجرحين زجرعن سوء صنيعه بالقول فلأهل الحل والعقد التواطؤ على خلعه ولوبشهرالأسلحة ونصب الحروب۔"

"جب وقت کا حاکم ظالم ہو اور اس کا ظلم و ستم ظاہر ہو جائے، اور جب اسے زبان سے برے کام سے روکا جائے اور وہ باز نہ آئے تو اہلِ حل و عقد (یعنی اہلِ اثر ورسوخ رعایا) کو چاہئے کہ اس کی بیعت سے ہاتھ کھینچ لیں اگرچہ اس مقصد کے لئے انہیں مسلّح ہونا پڑے اور جنگ چھیڑنی پڑے۔"

اور فقہائے حنابلہ میں سے جو ظالم حکمران کے خلاف خروج کو جائز سمجھتے ہیں وہ ابن رزین، ابن عقیل اور ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہم ہیں، جیسا کہ عبداللہ عمر کی کتاب 'الامامۃ العظمیٰ' میں بیان ہوا ہے۔ اور ان کے زمانے میں جن علماء نے ظالم حکمران کے خلاف خروج کیا ان میں امام احمد بن نصر الخزاعیؒ بھی ہیں، یہاں تک کہ انہیں قتل کر دیا گیا۔ اور امام احمد بن حنبلؒ نے ان کی تعریف کی ہے جس کا ذکر امام ابن کثیر نے 'البدایۃ والنہایۃ' میں کیا ہے۔

سبحان اللہ، یہاں تک تو بات ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کی تھی، تو ہمارے زمانے کے حکام کے متعلق کیا خیال ہے جو یہود و نصاریٰ کے دوست ہیں اور جو بیت المقدس کو یہود کے ہاتھوں بیچنے اور غزۃ کو اور ہر جگہ مجاہدین کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر مارنے کے لئے معاون ہیں۔ سلفِ صالحین میں سے جو اپنے وقت کے ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف خروج کے قائل تھے، وہ دلائل کی عمومیت سے سند حاصل کرتے تھے جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ﴾ (البقرۃ 2::124)

"میرا وعدہ ظالموں سے نہیں۔"

اور ان دلائل کی عمومیت سے بھی (سند حاصل کرتے) جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور برائی کے خاتمے کا حکم دینے والے ہیں۔ اور جو علماء ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف خروج نہ کرنے کے حق میں تھے ان میں امام الطحاوی اور النووی ہیں، اور الطحاوی کے شارح نے بھی اسی نقطہ نظر کو ترجیح دی ہے اور ایسے ہی ابن حجر اور اِن علماء کے منہج پر چلنے والے سب اس زمرے میں شامل ہیں۔

درج بالا بیان کی بنیاد پر ہم دیکھتے ہیں کہ ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف خروج کے مسئلے پر سلف کا اختلاف ہے۔ تو پھر ہم ایسا کیوں دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اس مسئلے کے متعلق ایسا معاملہ کرتے ہیں جیسے یہ بالکل قطعی (طور پر واضح) اور غیر متنازعہ ہو، جبکہ دوسری طرف اگر ہم اس اختلافِ رائے کی وجہ سے یہ بات تسلیم کر بھی لیں کہ جابر حاکم کے خلاف خروج جائز نہیں تو پھر کیا ہمارے لئے مرتد حکمران کے سامنے جھک جانا یا خاموش رہنا جائز ہے؟

اوراس بات پر تو علمائے سلف و خلف کا اجماع ہے کہ کسی کافر کو امامت نہیں دی جاسکتی۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾ (النساء4::141)
"اللہ ہرگز کافروں کو اہل ایمان پر غلبہ نہیں دے گا۔"

اور کافروں کے اہلِ ایمان پر غلبہ پانے میں یہ بھی شامل ہے کہ اُن پر ایسا حکمران مسلط ہو جو اپنی خواہشاتِ نفس اور قوانین اور خود ساختہ شریعت سے اُن پر حکومت کرے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:
﴿وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ، الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ﴾ (الشعراء:26:151-152)
"حد سے بڑھ جانے والوں کی اطاعت مت کرو، یہ وہ لوگ ہیں جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔"
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"من بدل دينه، فاقتلوه" (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر)
"جو شخص اپنے دین کو بدلے (یعنی مرتد ہو جائے)، اسے قتل کر دو۔"



احکاماتِ شریعت کے بجائے خود ساختہ انسانی قوانین کو نافذ کرنے والا علی الاطلاق کافر ہے۔

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ رحمان کی شریعت کو خود ساختہ شریعتوں سے بدل ڈالنے والا ایسا کافر ہے جو ملّت سے خارج کر دینے والے کفرِ اکبر کا مرتکب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ وَ لَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (الشوریٰ:42: 21)

"کیا ان لوگوں کے شریک ہیں جنہوں نے ان کے دین میں ایسے کاموں کی اجازت دے رکھی ہے جن کی بابت اللہ نے حکم نہیں بھیجا' اگر فیصلے کا حکم نہ ہوا ہوتا تو کب کا ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور ظالموں کیلئے تو دردناک عذاب ہے۔"

دوسری جگہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ، عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (التوبۃ:9:13)

"انہوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے علاوہ معبود بنا رکھا ہے حالانکہ حکم صرف یہی تھا کہ اکیلے معبود کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں عبادت کریں وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔"

چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ جزیرۃ العرب کے حکمرانوں نے اسلامی نظام کو سیکولر نظام سے بدل ڈالا ہے اور یہ امر بذاتِ خود ارتداد اور ملّت سے خارج کر دینے والا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آل عمران:3:85)

"جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین تلاش کرے گا ہرگز اس سے قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔"

اور جزیرۃ العرب کے حکمران اِس فعل کے ذریعے کفر کا ارتکاب کر رہے ہیں کہ یہ اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کو ایک ایسے مصدر کے طور پر مانتے اور اُن کا التزام کرتے ہیں کہ جس کے پاس وہ اپنے فیصلے لے کر جاتے ہیں اور اس کے خود ساختہ معاہدوں اور قوانین پر عمل کرتے ہیں، اور یہ سب اُس کے برخلاف ہے جو اللہ نے نازل کیا ہے۔

اور اقوامِ متحدہ کا نظام اسلامی شریعت کی تنسیخ اور زندگی کو تحفظ دینے والی حدود (قوانین) کی تنسیخ کی بنیاد پر قائم ہے، یہ بشری سوچ و فکر کے کوڑے دان سے لئے جانے والے قوانین کی بنیاد پر قائم ہے۔ اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی منظوری اِن (کفر کے مرتکب حکمرانوں کے تحت ممالک) کے دستوروں کے متن میں باقاعدہ شامل ہے اور واقعتااِن کی تعمیل کی جارہی ہے وگرنہ ان کے ممالک کو اقوامِ متحدہ میں شمولیت نہ دی جاتی۔ مزید برآں، جزیرۃ العرب کے حکمران جس کفر کے مرتکب ہیں وہ یہ ہے کہ انہوں نے اہلِ ایمان کے بجائے یہود و نصاریٰ اور عالمِ کفر کو اپنا دوست بنا رکھا ہے اور اہلِ ایمان سے دستبردار ہو گئے ہیں اور مجاہدین کے خلاف کفار کے مددگار ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ (آل عمران: 3: 28)

"مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی مت لگائیں جو کوئی یہ کرے وہ اللہ سے بے تعلق ہے ہاں اگر کسی قسم کا بچاؤ کر لو تو جائز ہے اللہ تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور تمہیں اللہ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔"

شیخ المفسرین امام محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت ﴿فليس من الله في شيئ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"أي يعني بذلك فقد برئ من الله وبرئ الله منه بارتداده عن دينه ودخوله في الكفر"

"جس کا مفہوم یہ ہے کہ کافر کو اپنا دوست بنانے والا اللہ رب العالمین سے لاتعلق ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس سے لاتعلق ہو جاتے ہیں، کیونکہ یہ شخص اپنے دین سے مرتد ہو کر کفر میں داخل ہو گیا" (اعاذنا اللہ منہ۔)

دوسرے مقام پر اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ (المائدة: 5:81)

"اوراگر یہ لوگ اللہ اوراس کے نبی پر اور جو اس کی طرف اترا ہے اس پر ایمان لاتے تو کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن بہت سے ان میں سے بدکار ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (المائدۃ:5: 51)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ، یہ لوگ آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو بھی ان میں کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا۔"

اور جب ہم جزیرۃ العرب کے حکام کی صورتحال کو عقیدۂ الولاء والبراء کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ (یمنی صدر) علی عبد اللہ صالح نے شیخ ابو علی الحارثی اور ان کے رفقاء کے قتل میں امریکا سے دوستی کے ناطے تعاون کیا نیز ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آلِ سعود کا اسلام کے خلاف جنگ اور اس کے دشمنوں سے ملی بھگت کرنے کا ریکارڈ (رجسٹر) ایک طویل ریکارڈ ہے، کوئی ذی شعور اس امر میں اختلاف نہیں کرے گا کہ اِن کا امریکہ سے تعلق آلہ کاری اور غلامی کا ہے۔ آلِ سعود کا 1994ء میں جنوبی یمن میں موسم گرما کی جنگ میں ملحد اشتراکی نظام کو مستحکم کرنے کے لئے تین ہزار ملین ڈالر سے زائد کی امداد کرنا اور اسی طرح جنوبی سوڈان میں نصاریٰ کی حمایت کرنا اور ایسے بہت سے داعیانِ اسلام کو جو کہ اپنے ممالک کے سرکش حکمرانوں سے بچنے کے لئے حرم کی پناہ لے چکے تھے، (انہیں) پکڑ پکڑ کر اُن کے اشتراکی ممالک کے حکّام کے حوالے کرنا، اوراپنے ہوائی اڈّے امریکیوں کے لئے کھول دینا تاکہ وہ عراق میں مسلمانوں پر آتش و آہن کی بارش کریں. یہ تمام حقائق جزیرۃ العرب کے حکمرانوں کی دشمنانِ دین سے دوستی رکھنے اور ان کی اعانت کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور وہ ابھی بھی تیل اور غذا کی فراہمی کے ذریعے ان سے دوستی اور اعانت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اور مذکورہ بالا جو کچھ ہوا، اس سے بھی بڑھ کر (یہ ہے کہ) جزیرۃ العرب کے تمام حکمرانوں نے ماضی میں امریکیوں کے ساتھ مجاہدین کے خلاف ایک معاہدے پر دستخط کیے اور وہ نام نہاد 'دہشت گردی کے خلاف جنگ' کے نام سے موسوم ہے، اور یہ بذاتِ خود صلیبیوں کے لئے دوستی اور مسلمانوں سے دستبرداری (کے برابر) ہے۔

اور جزیرۃ العرب کے حکّام کا ایک کفریہ بھی ہے کہ انہوں نے (نہ صرف) مجاہدین' بلکہ عامۃ المسلمین کے بھی خلاف سراغرسانی کے دفاتر کھولے اور یہ واضح طور پر صلیبی صہیونی حملے کے حق میں سچی مدد ہے، جیسا کہ یمن کے حاکم نے وضاحت کی ہے کہ امریکی سراغرسانی کے ادارے "ایف بی آئی" اور "سی آئی اے" کے دفاتر صنعاء اور عدن میں موجود ہیں۔ اور اسی طرح یہ دفاتر متحدہ عرب امارات اور قطر میں بھی موجود ہیں، اور یہ زیادہ تر جزیرۃ العرب میں جابجا موجود امریکی سفار تخانوں کے جائے وقوع میں پائے جاتے ہیں، اور انہوں نے امریکیوں کے لئے عظیم خدمت سرانجام دی ہے، اور انہی دفاتر کے ذریعے امارات کی حکومت نے مجاہد عبدالرحیم الناشری اور ان کے علاوہ بہت سے مجاہدین کو پکڑوایا۔

اور جزیرۃ العرب کے حکّام کفریہ اعتقادات کی ترویج کے ذریعے سے بھی کفر کے مرتکب ہیں۔ انہوں نے سیکولر اور مشرک عناصر کے لئے میدان کھول دیئے ہیں، جیسے قرامطی باطنی فرقے اور لادین مذاہب کے مشرکین، اور یہ سب آشکارا ہے، اور یمن میں باطنی فرقے والے (صدر) علی عبداللہ صالح کی حمایت کے تحت جن دینی شعائر ورسومات کی ادائیگی کرتے ہیں، جو کہ غیر اللہ کی عبادت کے زمرے میں آتے ہیں، وہ بھی ہم سے دور نہیں۔ اور شرکیہ اعتقادات کی ترویج کی مثالوں میں آل سعود کا بقیع اور مکّہ اور شرقیہ میں رافضی مشرکین کو اپنے شرکیہ شعائر اور رسومات کی ادائیگی کی اجازت دینا بھی شامل ہے۔ اور یہی معاملہ بحرین اور کویت میں بھی ہے۔

اور وہ ان متحارب امریکیوں کو مدد اور حمایت فراہم کرنے کی وجہ سے بھی کفر کے مرتکب ہیں جو بحیرہ احمر اور بحیرہ عرب کے ساحلوں اور کناروں اور جزیروں پر موجود ہیں، اور انہیں ایندھن اور غذا کی صورت میں ضروری مواد کی فراہمی کے ذریعے (مدد اور حمایت فراہم کرنا)، اور اُن کا صلیبیوں کے لئے جزیرۃ العرب کی اراضی و جزائر میں ہر سو عسکری چھاؤنیوں اور کیمپوں کو کھول دینا (اُن کی مدد اور حمایت کا حصّہ ہے)۔ اور بے شک تباہ کار (یو ایس ایس) کول (جنگی سازوسامان سے لیس مسلح بحری بیڑے) کا عدن میں وجود اور باب المندب میں امریکی چھاؤنیاں اور قطر میں العدید چھاؤنی اور ارضِ حرمین میں الخرج اور الخبر چھاؤنیاں اور بحرین میں پانچواں بیڑہ اور کویت میں ان کی چھاؤنیوں کا وجود اور امارات میں فرانسیسی افواج اور عمان میں برطانوی افواج۔ بے شک یہ سب (حقائق) جزیرۃ العرب کے حکّام کی محارب کفار کو فراہم کی جانے والی اعانت کے تازہ ترین ثبوت ہیں۔

اور یہ کفر کے مرتکب ہیں کیونکہ یہ سیکولر حکومتوں کے ساتھ مل کر ایسی خلافت کے قیام کے خلاف مسلسل کام کر رہے ہیں جو اسلام کے مطابق چلے، جیسا کہ انہوں نے صومالیہ اور عراق اور افغانستان میں کیا ہے۔

اور یہ کفر کے مرتکب ہیں کیونکہ یہ ایسے اخبارات اور چینلز کی حمایت کرتے ہیں جو اللہ عزوجل اور اس کے دین کی توہین کرتے ہیں اور مسلمانوں کے رسول ﷺ کا استہزاء کرتے ہیں (اعاذنا اللہ منہ)، جیسے الجمہوریۃ نامی اخبار جو یمن کا سرکاری ترجمان ہے، اور ہم میں سے کوئی بھی سعودی حکومت کی طرف سے ترکی الحمد کو دی گئی حمایت کو نہیں بھلائے گا جس نے کہا تھا کہ: 'اللہ اور شیطان ایک ہی سکّے کے دو رخ ہیں۔' والعیاذ باللہ، اور اس کے علاوہ دیگر کفریات (بکی تھیں)۔ اور ان کے بعض سیٹلائٹ چینلز ایسے سلسلہ وار (ڈرامے) اور پروگرام لگانے سے باز نہیں آتے جو دین کا تمسخر اڑاتے ہیں۔

اور یہ شریعت نافذ نہ کرنے کی وجہ سے کفر کے مرتکب ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (المائدۃ:5: 44)

''جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے احکام سے فیصلہ نہ کریں گے وہی کافر ہیں۔''

اس کی سب سے بڑی مثال اِن کے کنٹرول کے ماتحت ہر ملک میں تجارتی اور عسکری عدالتوں کا وجود ہے اور آلِ سعود کے عسکری عدالتوں کے نظام کے قانون کی ستائیسویں شق یہ ہے:

''مملکت کے حاکم -یعنی کہ مَلِک (بادشاہ) - صرف اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ احکام کو نافذ کرے یا موقوف کر دے یا ایک حکم کو دوسرے حکم سے تبدیل کر دے۔''

اور تنازع کے وقت یہ اپنا فیصلہ کفریہ بین الاقوامی عدالتوں کے پاس لے جاتے ہیں، جیسے کہ بحرین اور قطر نے فرضی سائیکس پیکوٹ سرحدوں پر اپنے تنازعے کا فیصلہ کرانے کے لئے بین الاقوامی عالمی عدالت سے رجوع کیا تھا۔

پس ان مرتد آلہ کاروں میں نواقضِ اسلام میں سے بہت سے نواقض مجتمع ہو چکے ہیں، جیسے مشرکین کے لئے ان کا تعاون اور اِن کا اللہ کی شریعت کو معطل کرنا اور انسانی نقطہ ہائے نظر کی بنیاد پر چیزوں کی حلّت و حرمت طے کرنا اور اِن کا سود کو جائز حیثیت

دینے کے لئے قوانین وضع کرنا، اور انہوں نے اس کی حمایت کی اور اس کے لئے صراحتیں (جواز) گھڑ لیں..... غرضیکہ ان کا ارتداد بہت گاڑھا ہے اور ان کو تو اسلام کے نواقض میں سے صرف ایک ناقض کے ارتکاب پر ہی ہٹا دیا جانا چاہیئے تو پھر ان کا اتنے سارے نواقض کا ارتکاب کر لینا بھلا کیسا ہے؟! اور جس صورتحال میں جزیرۃ العرب کے حکّام پھنس چکے ہیں اس میں تمام عرب حکّام بِلا استثناء پھنسے ہوئے ہیں اور وہ بھی انہی ابواب میں کفر کے مرتکب ہیں جن میں جزیرۃ العرب کے حکّام کفر کے مرتکب ہیں، بلکہ وہ تو ارتکابِ کفر میں اِن سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ جزیرۃ العرب کے حکّام نے کفر اور زندیقیت کے ارتکاب کے علاوہ فسق و فجور کے تمام راستے بھی کھول دیئے ہیں چنانچہ ان کے سودی بنکوں کی عمارتیں حرم اللہ کے میناروں کے مقابلے میں تنی ہوئی کھڑی ہیں، اور ان کے فسق و فجور میں زنا اور شراب کی پشت پناہی اور اِن (چیزوں) کے لئے اجازت اور مخصوص جگہوں کا تعیّن بھی شامل ہے اور مسلم معاشرے کے عین وسط میں فواحش کی اشاعت اور اُن کا جزیرۃ العرب کو کُل عالمِ کفر سے آنے والے فاجر مردوں اور فاجر عورتوں کے لئے کھول دینا، جبکہ ان کا تو اِس میں داخلہ ہی حرام ہے تو پھر ان کا یہاں فسق و فجور کا ارتکاب بھلا کیسا ہے؟! چنانچہ دبئی بے حیائی اور فسق و فجور کو عام کرنے اور ہر مسلمان کے ماتھے پر ننگ و عار کا داغ ہونے کی ایک اعلانیہ مثال سمجھا جاتا ہے۔

اور اسی طرح یہ بھی فسق میں شامل ہے کہ اِن میں سے کچھ نے جو ٹیکس اور کسٹم (ڈیوٹیاں) عائد کر رکھی ہیں اور جزیرۃ العرب میں کلیسائیں اور عبادت خانے تعمیر کرنے کی اجازت دینا جیسا کہ قطر میں ہے، اور فلاحی اداروں کے نام کے تحت نصرانیت کے لئے دروازے چوپٹ کھول دینا، اور جزیرے کی ایک سرزمین کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دینا اور فرضی حدود لگا دینا۔ چنانچہ اس وسیع و عریض فساد کی بنیاد پر جس سے انسانی فطرت گھن کھاتی ہے اور طبیعت کراہت کرنے لگتی ہے، ہم پر اُن سے قتال واجب ہو گیا ہے، لیکن در حقیقت (اُلٹا) وہ ہم سے لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے ہمارے گھروں پر حملہ کیا ہے اور ہم سے ہمارے دین کو ترک کرانے پر سودے بازی کی ہے اور ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں کی مدد کی ہے۔

اے مسلمانو!

ہم اپنے دین اور تمہارے دین، اپنی عزتوں اور تمہاری عزتوں کے دفاع کی خاطر لڑ رہے ہیں، سو اگر تم ہمارے ساتھ مل کر قتال نہیں کر سکتے تو پھر (کم از کم) اِن خائن مجرموں سے ہمارے قتال کے راستے میں کھڑے بھی مت ہو، کیونکہ ہمارا اُن سے قتال کرنا رسول اللہ ﷺ کی (اِس) پکار کے جواب میں ہے (یعنی اتباع میں):

"من بدل دینہٗ فاقتلوہ" (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر)

"جو شخص اپنے دین کو بدلے (یعنی مرتد ہو جائے)، اسے قتل کر دو"

نیز عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

"دعانا رسول الله ﷺ فبايعناه فكان اخذ علينا وأن لاننازع الأمر اهله الا ان تروا كفرا بواحا عندكم من الله فيه برهان" (متفق علیہ)

"ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور ہم نے ان سے بیعت کی جس سے ہم اس بات کے پابند ہو گئے کہ ہم حکام سے جھگڑا نہ کریں گے سوائے اس کے کہ ہم اُن سے واضح کفر (کفر بوّاح) دیکھیں جس کے کفر ہونے پر ہمارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل موجود ہو۔"

(نوٹ: مکمل حدیث یوں ہے: "دعانا رسول الله ﷺ فبايعناه فكان فيما أخذ علينا أن بايعنا على السمع والطاعة في منشطنا ومكرهنا وعسرنا ويسرنا وأثرة علينا وأن لاننازع الأمر أهله قال: الا أن تروا كفرا بواحا عندكم من الله فيه برهان" "رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا پھر ہم نے ان سے بیعت کی اور جن امور کی انہوں ﷺ سے ہم نے بیعت کی وہ یہ تھے ہم نے بات سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی کہ اپنی خوشی اور ناخوشی میں تنگی اور آسانی میں اور ہم پر ترجیح دیے جانے پر اور اس بات پر کہ ہم حکام سے جھگڑا نہ کریں گے، (انہوں ﷺ نے) فرمایا: سوائے اس کے کہ تم ان سے واضح کفر دیکھو اور تمہارے پاس اس کے کفر ہونے پر اللہ کی طرف سے کوئی دلیل موجود ہو۔")

اور 'مسند احمد' اور ابن ابو عاصم کی 'السنۃ' میں ہے (جنہوں نے حکّام سے نہ لڑنے کا موقف اپنایا ہے):

"مالم يأمروك باثم بواح"

"جب تک وہ حکام تمہیں واضح گناہ کے کاموں کا حکم نہیں دیتے (اس وقت تک تم ان سے جھگڑا نہیں کر سکتے)۔"

اسی طرح حبّان ابو النظر کی روایت میں آیا ہے، اور جیسا کہ ابن حجر کی 'فتح الباری' میں ہے:

"الا أن يكون معصية لله بواحا"

"ماسوائے اس کے کہ اللہ کی واضح معصیت کا ارتکاب ہو۔"

اور امام النووی نے صحیح مسلم کی شرح میں فرمایا ہے کہ قاضی عیاض نے فرمایا:

"أجمع العلماء على أن الامامة لا تنعقد لكافر وعلى أنه لو طرأ عليه الكفر انعزل قال وكذا لو ترك اقامة الصلاة والدعاء اليها"
" تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر کو امامت نہیں دی جاسکتی اور اس بات پر بھی (اجماع ہے) کہ اگر اس (امام / حاکم) نے کفر کا ارتکاب کیا تو اس کو معزول کر دیا جائے '(اور) فرمایا اسی طرح اگر وہ نماز کی اقامت اور اس کی طرف بلانے کو چھوڑ دے تو بھی اس کے لئے یہی حکم ہے۔"

اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا:

"فلو طرأ عليه كفر وتغيير للشرع أو بدعة خرج عن حكم الولاية وسقطت طاعته ووجب على المسلمين القيام عليه وخلعه ونصب امام عادل ان أمكنهم ذلك، فان لم يقع ذلك الا لطائفة وجب عليهم القيام بخلع الكافر ولا يجب في المبتدع الا اذا ظنّوا القدرة عليه"
" اگر اس (امام / حاکم) سے کفر کا ارتکاب اور شریعت میں کچھ تبدیلی یا بدعت سرزد ہو جائے تو وہ ولایت کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اس کی اطاعت ساقط ہو جائے گی اور مسلمانوں پر واجب ہو جائے گا کہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اسے ہٹا دیں اور اس کی جگہ عادل امام مقرر کریں، اگر ایسا کرنا ان کے لئے ممکن ہو تو، اور اگر ایسا (معاملہ) صرف کسی ایک گروہ کے ساتھ درپیش آئے تو ان پر کافر (حاکم) کی معزولی کے لئے اُٹھ کھڑے ہونا واجب ہو گا، البتہ بدعتی (حکمران) کے خلاف ایسا کرنا اس وقت تک واجب نہ ہو گا جب تک اس پر غلبے کا قوی امکان نہ ہو۔"

اور حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (صحیح بخاری کی شرح) 'فتح الباری' میں فرماتے ہیں:

"اذا وقع من السلطان الكفر الصريح فلا تجوز طاعته في ذلك بل تجب مجاهدته لمن قدر عليها"
"جب (مسلم) حکمران سے واضح کفر سرزد ہو جائے تو پھر اِس میں اُس کی اطاعت جائز نہیں بلکہ صاحبِ استطاعت پر واجب ہے کہ اس کے خلاف جہاد کرے۔"

اے مسلمانو!

یہ ہے جزیرۃ العرب کے حکّام اور ان جیسوں کے متعلق اللہ کا حکم اور اس کے رسول کا حکم اور علماء کا اجماع، پس ہم تو اللہ کی قسم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس میں شک کرتا ہے ہم اس کو بھی اتباعِ حق کی جانب دعوت دیتے ہیں کہ جس (حق) کے متعلق دلائل سے ثبوت ملتا ہے۔

اے مسلمانو!

اِن خائن حکمرانوں کا اپنے حکمرانی کے منصبوں پر مسلسل باقی رہنا بیت المقدس کے حصار اور اسرائیل کے بقا کے مسلسل باقی رہنے کے ہم معنی ہے۔ اور اگر ہم ان حکّام سے صرف اس (ایک) وجہ سے قتال کرتے ہیں تو پھر (بھی) قتال جائز ہے، جبکہ وہ تو ایسے گروہ ہیں جو شریعت کے نفاذ سے روکنے اور منع کرنے والے ہیں تو پھر ان کے متعلق کیسا ہے؟! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے "طوائف ممتنعۃ" (دین کے کسی واضح حکم سے رک جانے والے گروہوں) سے قتال پر اجماع کیا ہے اور ان کے بعد بھی اس بات پر اجماع رہا اور کسی نے بھی اس کے جواز سے اختلاف نہیں کیا۔ اور جب یہ بات کسی مسلمان کے لئے متفقہ طور پر جائز ہے کہ وہ ظلم وتعدی کی بنیاد پر حملہ آور ہونے والے (دوسرے) مسلمان کے خلاف اپنا دفاع کرے، بلکہ اگر وہ اِس سے لڑے تو یہ بھی اس سے لڑائی کرے، تو پھر یا ہمارے لئے کیونکر جائز نہیں کہ ہم حکّام اور ان کے مددگاروں کو لڑ کر ہٹائیں جبکہ وہ (ہمارے) دین اور عزتوں پر حملہ آور ہیں اور یہود ونصاریٰ سے دوستی نبھاتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ گھناؤنی بات یہ ہے کہ یہ ہر اس شخص سے لڑتے ہیں جو یہود ونصاریٰ سے لڑتا ہے اور ایسے لوگوں کو جیلوں میں ڈال دیتے ہیں۔

اور ہمارا ان سے قتال کرنا اس موافقت کے ضمن میں بھی جائز ہے جو (موافقت) 'مسلمان قیدیوں کو انسانی ڈھال بنانے کے متعلق حکم' اور '(عام) مسلمانوں کی اصلاح اور حکمرانوں کے بگاڑ کے درمیان پائے جانے والے بے پناہ تفاوت کی صورتحال' کے درمیان پائی جاتی ہے، چنانچہ اگر مسلمان قیدیوں کا قتل اس وقت بالاتفاق جائز قرار دیا گیا ہے جب کفار ان کو انسانی ڈھال کے طور پر استعمال کر رہے ہوں تو پھر اس باب میں سب سے پہلے عرب کے ظالم، مفسد اور خائن حکّام کے قتل کا جواز بنتا ہے کیونکہ امریکہ اور اسرائیل انہیں اپنے لئے ہر اس شخص کے خلاف ڈھال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں جو بیت المقدس کو آزاد کرانے اور اپنے ملک کو قابضوں کی نجاست سے پاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، پس اے علمائے اسلام بیدار ہو جائیے!

اے میرے بہادر مسلمان بھائی!

اگر تم غزّہ میں اپنے (فلسطینی) بھائیوں کی مدد و نصرت کرنے اور بیت المقدس کو آزاد کرانے کی خواہش مند ہو تو پھر وہ کون ہے جو تمہارے آڑے آیا ہوا ہے اور تمہیں روکتا ہے؟ کیا وہ اسرائیل ہے یا خائن عرب حکومتیں؟ میں اس کا جواب تم پر چھوڑتا ہوں!

اے یمن، حجاز اور نجد کے قابلِ فخر قبیلو!

کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ ابوجہل تمہاری باگ ڈور سنبھالے جس نے رسول اللہ ﷺ سے قتال کیا اور ان کو تکلیف دی؟

اور اگر جواب نہیں ہے تو پھر تم ابوجہل کے سپوتوں کا جزیرے کے حکّام ہونے پر کیسے رضامند ہو گئے ہو؟ پس ان سے قتال کے لئے دوڑو یہاں تک کہ تم فلسطین تک پہنچ جاؤ اور ملک کو قبضے اور کافروں کے ظلم سے آزاد کرالو اور حتیٰ کہ اللہ کی شریعت دنیا بھر میں نافذ ہو جائے۔

اے مسلمانو!

یہ ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہم جاہل حکومتوں سے مقابلہ کرنے اور ان کے وجود کو جڑوں سے مٹا دینے کے لئے رب العالمین کے احکامات کے منہج کو اپنائیں اور حبیب ﷺ کے نقشِ قدم پر چلیں اور ان کی سیرت اور غزوات اور کفّارِ قریش کی حکومت کو ہٹانے کی خاطر آپ ﷺ کی منصوبہ بندیوں سے مثالیں (سبق) حاصل کریں۔ آپ ﷺ کے نقش پر چلیں اور آپ ﷺ کی (لائی ہوئی) روشنی سے رہنمائی حاصل کریں اور جزیرے کے حکّام کو ہٹانے (کے معاملے) میں ان ﷺ کی راہ پر چلیں یہاں تک صرف اللہ کی عبادت کی جانے لگے اور اس کی شریعت نافذ ہو جائے۔ تو پھر ہم کیسے ان آلہ کار مرتد حکومتوں کو نہ ہٹائیں جن کے سائے تلے ارتداد پھیل گیا ہے اور الحاد حدوں کو تجاوز کر گیا ہے اور فسق و فجور کی کثرت ہو گئی ہے اور بیماریاں اور تکلیفیں ظاہر ہونے لگی ہیں؟! اور انہی کے سائے میں مسلمانوں کی وقار کو کچلا گیا اور ان کی عزتوں کو پامال کیا گیا اور ہمارے پاس اس بحران کا اس کے سوا اور کوئی حل موجود نہیں ہے کہ ان جاہلانہ افکار و خیالات کو ختم کر دیں اور انہیں اسلامی شریعت سے بدل ڈالیں۔ اور یہ عین وہی کام ہے جو مجاہدین دنیا بھر میں کر رہے ہیں، چنانچہ افغانستان میں مجاہدین اللہ کے فضل سے ستّر فیصد سے زائد مقبوضہ علاقے

کو واپس اسلامی نظام کے تحت لا چکے ہیں، اور اس بات کا اعتراف خود دشمن نے کیا ہے۔ اور اہلِ وادیِ سوات جہاد کی برکت سے اس قابل ہوئے کہ سیکولر حکومت کو اپنی زمین سے اکھاڑ پھینکیں اور اللہ تعالیٰ کے اِس قول کی فرمانبرداری کرتے ہوئے شریعت نافذ کریں:

﴿اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (یوسف 12:: 40)

"فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔"

اور ہم مولیٰ عزّو جل سے دعا گو ہیں کہ انہیں ثابت قدم رکھے اور ان کی مدد فرمائے کیونکہ شریعت کے نفاذ کے دشمن ان پر ہر سمت سے جمع ہو گئے ہیں تاکہ انہیں نفاذِ شریعت سے روک سکیں۔ اور چیچنیا میں اسلامی امارت کے مجاہدین اور صومالیہ میں حرکۃ الشباب المجاہدین اللہ کے فضل سے اس قابل ہوئے کہ اپنے کنٹرول کے تحت علاقوں میں شریعت نافذ کریں۔ پس جہادی تحریکیں ہر طرف سے شریعت کے نفاذ کی دعوت دیتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہیں اور اس مقصد کی خاطر لڑ رہی ہیں، چنانچہ اسلامی مغرب میں مجاہدین شریعت کے نفاذ کی جانب جدوجہد میں گامزن ہیں اور انشاء اللہ وہ اپنے ہدف تک پہنچنے والے ہیں۔ اور ہم یہاں جزیرۃ العرب میں ایک ایسی جہادی تحریک چلا رہے ہیں جو نبی ﷺ کے منہج کے مطابق علمی، عملی اور تبلیغی ہے تاکہ جزیرے پر کئی دہائیوں سے چلنے والی سیکولر حکومتوں کی جڑوں کو اکھیڑ سکیں یہاں تک کہ شریعت نافذ ہو جائے۔ او ہم رواداری والی ربّانی شریعت کی دوبارہ واپسی (نفاذ) کے بارے میں راسخ یقین رکھتے ہیں کہ جس کے ذریعے ہم مسلمانوں کی تمام اراضی کو واپس حاصل کریں گے اور اقصیٰ کو قابضوں اور ان کے مددگاروں کی نجاست سے پاک کریں گے اور صرف اللہ وحدہ، لا شریک لہ، کی عبادت کریں گے۔ اور یہ بہت ضروری ہے کہ ہم جان لیں کہ مسلمانوں کو جو ظلم اور حقوق و اموال کا نقصان درپیش ہے وہ صرف اور صرف شریعت کی عدم موجودگی اور سیکولرازم کی حکومت کی وجہ سے ہے اور اگر ہم (مسئلے کا) سبب جان گئے ہیں تو پھر ہمیں اس کے حل کے بارے میں بھی پُر یقین ہونا چاہیئے، اور امت مسلمہ شریعت کے نفاذ کے بارے میں پر عزم ہے، ہم نے تو یہی مشاہدہ کیا ہے اور یہی دیکھا ہے اور آج ہم جو ایک کے بعد ایک کامیابیوں کا سلسلہ دیکھ رہے ہیں وہ اس بات کا تازہ ترین ثبوت ہے کہ امّت شریعت کا نفاذ چاہتی ہے اور انشاء اللہ شریعت کا نفاذ ہو گا اور یہ زمین پر قائم ہو گی اور ہر طرف چھا جائے گی اور لوگ اسلام کے حکم کے تحت زندگی گذاریں گے اور زمین عدل اور توحید سے بھر جائے گی جیسے کہ پہلے ظلم اور شرک سے بھری ہوئی تھی۔ پس افراد اپنی تمام تر ممکنہ قوت سے جاہلانہ حکومتوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اب وہ اِن مرتد حکومتوں کے جھوٹ اور کھوکھلے نعروں کے فریب کا شکار نہیں ہیں۔ اور لوگوں کی اکثریت کا مجاہدین کا ساتھ اختیار کرتے چلے جانا اور ان کا اپنے شہروں اور دیہاتوں کو ان کے

لئے کھول دینا اور ان کی مدد کرنا اور جہادی محاذوں کی تعداد میں اضافہ...... یہ سب باتیں محض شریعت کے نفاذ کے قریب تر ہونے کی علامتیں ہیں۔ امّت مسلمہ ایک طاقتور امّت ہے جو ذلّت کو نامنظور اور ناپسند کرتی ہے اور سیکولرازم کی قید سے آزادی کے لئے کوشاں ہے۔ اور ہم ان حکّام سے خلاصی حاصل کرنے اور شریعت نافذ کرنے میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک ہم سب جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اٹھ کھڑے نہ ہوں اور توحید کو یقینی نہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ (الانفال:8:39)

"اوران سے لڑو یہاں تک کہ فساد نہ رہے سب قانون اللہ کا رائج ہو پھر اگر باز آجائیں تو اللہ ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے"

اور ہمیں چاہیئے کہ لوگوں کو جزیرے کے حکّام کے متعلق اللہ کے حکم سے آگاہ کریں اور اس ضمن میں بیانات نشر کریں اور ساتھ ہی ساتھ جزیرے کے حکّام سے اپنی لاتعلقی اور (ان) حکّام، اور جو کوئی بھی ان کے ساتھ ہے، سے برأت کا اظہار کریں کہ یہی ہمارے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے: عبادت کا اللہ کے لئے خالص ہونا اور مشرکین اور ان کے عقائد سے برأت، اور ہمیں چاہیئے کہ ہر ایسے کام سے علیحدگی اختیار کرلیں جو ان کے معاملات اوران کے اقتدار اور ملک اور لوگوں پر ان کے اثر و رسوخ کو تقویت دینے والا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ﴾ (الممتحنۃ:60: 4)

"(مسلمانو!) تمہارے لئے ابراہیم میں اوران کے ساتھیوں میں ایک بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض و عداوت ظاہر ہو گئی ہے لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تیرے لئے استغفار ضرور کروں گا تمہارے لئے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں، اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔"

اور ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ خائن حکّام کی حکومت سے نجات حاصل کریں، ہم اسلحے اور قوت کے ساتھ تیاری کریں، اور ہم جزیرے کے حکّام کو ہٹانے اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو متحرک کریں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ (الانفال:8:60)

"اوران کے مقابلہ کے لئے جس قدر طاقت رکھتے ہو سامان تیار رکھو تیر اندازی ہو یا گھڑ سواری اس سے اللہ کے دشمنوں کو اوراپنے دشمنوں کو اوران کے سوا اور دشمنوں کو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ ان کو جانتا ہے سب پر رعب ڈالتے رہو اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے تم کو پورا دیا جائے گا اور کسی طرح تم کو نقصان نہ ہو گا"

اور (جہاد کے لئے) نکلنے سے عاجز ہونا پیچھے بیٹھ رہنے والوں کو مقدور بھر تیاری سے (تو) مستثنیٰ نہیں کرتا، پس جو بھی ممکن ہے وہ ناممکن کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتا، اور اس کی بنیاد یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (تغابن:64:16)

"پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو جو تمہارے لئے بہتر ہے، اور جو شخص اپنے نفس کے حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔"

جہاد کے لئے روحانی، مادی اور عسکری تیاری ہونی چاہیئے اور اگر یہ (تیاری) حاصل ہو جائے تو پھر وہ دن بھی آجائے گا جب آپ مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوں گے اور ہم سب مل کر شریعت کے نفاذ کی خاطر لڑیں گے۔

سلطان العلماء عزبن عبد السلام اپنی کتاب 'قواعد الحکام' میں لکھتے ہیں:

"من کلّف بشيئ من الطاعات فقدرعلی بعضها وعجزعن بعضه فانه یاتی بماقدرعلیه وسقط عنه ماعجزعنه"

"جو شخص اطاعت میں سے کچھ چیزوں کا مکلف کیا جاتا ہے اور وہ ان میں سے بعض (پر عمل کرنے) پر قدرت رکھتا ہے اور ان میں سے بعض (پر عمل کرنے) سے عاجز ہوتا ہے تو وہ اس پر جوابدہ ہے جس پر وہ قدرت رکھتا ہے اور جس سے وہ عاجز ہے وہ اس پر سے ساقط ہو جاتی ہے۔"

اور تیاری میں یہ بھی شامل ہے کہ شرعی طور پر جائز طریقوں سے دولت اکٹھی کی جائے، جیسے غنیمت، زکوٰۃ وغیرہ اور اسے مجاہدین تک ارسال کیا جائے تاکہ شریعت کے نفاذ کی خاطر اُن کی جنگ میں بآسانی تیزی لائی جاسکے۔

اور خطیبوں، مبلغین، اساتذہ اور مدرّسینِ قرآن کو چاہیئے وہ مساجد اور تعلیمی مقامات اور جمعہ کے منبروں اور سیمیناروں اور کانفرنسوں کے انعقاد وغیرہ جیسے شریعت کے نفاذ کی جانب لے جانے والے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانوں میں شریعت کی تعلیم اور فہم عام کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اور ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اہلِ سنت والجماعت مجاہدین کے منہج کا پرچار کرے جو شریعت کے نفاذ کی خاطر لڑ رہے ہیں، اور مغربی میڈیا اور جو کوئی بھی مجاہدین کی ساکھ مسخ کرنے کے ضمن میں اس (میڈیا) کے نہج پر چل رہا ہے، کو ردعمل دیں اور ایسا اُن (مجاہدین) کی تمام ویڈیو، آڈیو اور تحریری نشریات کو معاشرے اور بااثر طبقات میں پھیلانے کے ذریعے کریں اور ساتھ ہی ساتھ شریعت کی عملداری (کے نظریے) کے مددگاروں (انصار) کا دائرہ کار بڑھائیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے کوشاں رہیں، اور یہاں مسلمانوں کے معروف افراد اور طلبائے علم اور عوام کو شریعت کے نفاذ کی جانب بلانے میں علماء، مبلغین اور مدرّسین کا کردار کھل کر سامنے آتا ہے۔ پس شریعت کے نفاذ کے لئے مستقل دعوت و تبلیغ ایک قطعی واجب امر ہے اور اے علماء تم پر اس پر عمل کرنا لازم ہے بلکہ یہ تو اس وقت کا فریضہ (عین تقاضا) ہے اور اللہ تم سے پوچھنے والا ہے کہ تم نے شریعت کے نفاذ کو ممکن بنانے کے لئے کیا کوششیں کیں، سو اگر تم شریعت کے نفاذ کے لئے قتال کرنے سے عذر اختیار کرتے ہو، اور وہ بھی ایسے عذر دے کر جن میں سے زیادہ تر کمزور ہوتے ہیں، تو پھر اس سُستی کا اللہ کو کیا عذر پیش کروگے جو تم لوگوں کو (اس جانب) دعوت دینے اور نوجوانوں کی (ایسی) تربیت اور تیاری کرنے میں دکھا رہے ہو جس کے ذریعے شریعت کے احکام دوبارہ زمین پر لوٹ آئیں؟

اور آخر میں، تمام سماجی اور دینی اجتماعات اور مناسبتوں پر شریعت کے نفاذ کی ایسی عام منادی (دعوت) ہونی چاہیئے جیسے ہم نماز کی پابندی یا زکوٰۃ کی ادائیگی یا روزوں کے لئے (کھلے عام دعوت و تبلیغ) کرتے ہیں۔ باذن اللہ شریعت پھر اسی طرح نافذ ہو گی جس طرح (مسلمانوں کے) اولین دستوں کے وقت میں ہوئی تھی، پس اسلامی افواج کفر اور ارتداد کی حکومتوں کے مراکز کی جانب پیش قدمی کر رہی ہیں اور کامیابی اب محض کچھ گھڑی کے صبر کے فاصلے پر ہے۔ اور میرے نزدیک تو شریعت کے حکم کے تحت مسلمان ملک کا منظر اب زیادہ دور نہیں ہے!

اے اللہ اسلام اور مسلمانوں کی مدد فرما اور اپنے دشمنوں اور دین کے دشمنوں کو ہلاک کر دے

اے اللہ اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنّت کو نافذ اور غالب کر دے

اے اللہ ہمارے شہدائ کو قبول فرما اور ہمارے قیدیوں کو رہائی دِلا اور ہمیں ہمارے دشمن پر کامیابی عطا فرما

اور ہماری آخری پکار یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے

اللھم انصر الاسلام والمسلمین واھلك اعداؤك واعداء الدین.

اللہ ائذن لکتابك و سنة نبيك أن تحكم و تسود..

اللھم تقبل شھداؤنا و فك اسرانا و انصرنا علی عدونا..

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.



اخوانکم فی الاسلام

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

Website: http://www.muwahhideen.tk

http://www.muwahideen.true.ws

Email : info@muwahhideen.tk